

سورۂ قیامت کی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور
دور کوع ہیں۔

سُورَةُ الْقِيَامَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اُقْسِمُ بِوَجْهِ الْقِيَمَةِ ①

وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ الْكَوَّامَةِ ②

اَيَسَّسُ الْاِنْسَانَ اَنْ كَجَمْعِ عِظَامِهٖ ③

بَلْ قَدِرْ مِنْ عَلٰى اَنْ تُسَوِّىَ بَنَانَهٗ ④

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانَ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا ہے۔

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ (۱)

اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے
والا ہو۔ (۲)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع کریں
گے ہی نہیں۔ (۳)

ہاں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کی پور پور تک
درست کر دیں۔ (۴)

بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آگے آگے نافرمانیاں کرتا
جائے۔ (۵)

(۱) لَا اُقْسِمُ میں لازائدہ ہے جو عربی زبان کا ایک اسلوب ہے، جیسے ﴿مَا مَنَعَكَ الْاَلْتَمَعَدُ﴾ (الأعراف ۱۳) اور ﴿اِنَّا كَلِمَاتٌ مِّنْ اَمَلِ الْكِتٰبِ﴾ (الحديد ۲۹) اور دیگر بہت سے مقامات میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قسم سے پہلے کفار کے کلام کا رد ہے، وہ کہتے تھے مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ لآ کے ذریعے سے کہا گیا، جس طرح تم کہتے ہو، معاملہ اس طرح نہیں ہے میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں، قیامت کے دن کی قسم کھانے سے مقصد اس کی اہمیت و عظمت کو واضح کرنا ہے۔

(۲) یعنی بھلائی پر بھی کرتا ہے کہ زیادہ کیوں نہیں کی۔ اور برائیوں پر بھی، کہ اس سے باز کیوں نہیں آتا؟ دنیا میں بھی جن کے ضمیر بیدار ہوتے ہیں، ان کے نفس انہیں ملامت کرتے ہیں، تاہم آخرت میں تو سب کے ہی نفس ملامت کریں گے۔

(۳) یہ جواب قسم ہے۔ انسان سے مراد یہاں کافر اور لٹھ انسان ہے جو قیامت کو نہیں مانتا۔ اس کا گمان غلط ہے، اللہ تعالیٰ یقیناً انسانوں کے اجزا کو جمع فرمائے گا۔ یہاں ہڈیوں کا بطور خاص ذکر ہے، اس لیے کہ ہڈیاں ہی پیدائش کا اصل ڈھانچہ اور قالب ہیں۔

(۴) بَنَانٌ ہاتھوں اور پیروں کے ان اطراف (کناروں) کو کہتے ہیں جو جوڑوں، ناخن، لطیف رگوں اور باریک ہڈیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جب یہ باریک اور لطیف چیزیں ہم بالکل صحیح صحیح جوڑ دیں گے تو بڑے بڑے حصوں کو جوڑ دینا ہمارے لیے کیا مشکل ہو گا؟

(۵) یعنی اس امید پر نافرمانی اور حق کا انکار کرتا ہے کہ کون سی قیامت آتی ہے۔

پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا۔^(۶)
 پس جس وقت کہ نگاہ پھرا جائے گی۔^(۷)
 اور چاند بے نور ہو جائے گا۔^(۸)
 اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔^(۹)
 اس دن انسان کے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں
 ہے؟^(۱۰)
 نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔^(۱۱)
 آج تو تیرے پروردگار کی طرف ہی قرار گاہ ہے۔^(۱۲)
 آج انسان کو اس کے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے
 چھوڑے ہوئے سے آگاہ کیا جائے گا۔^(۱۳)
 بلکہ انسان خود اپنے اوپر آپ حجت ہے۔^(۱۴)
 اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔^(۱۵)

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝
 فَإِذَا سِرَّقَ الْبَصَرُ ۝
 وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝
 وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝
 يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَعْرُ ۝
 كَلَّا لَا وَزَرَ ۝
 إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَعْرَىٰ ۝
 يَتَّبِعُوا الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ يَمَاقِدًا مَّوَّاحِرًا ۝
 بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝
 وَلَوْ أَلْفَىٰ مَعَادٍ يُرَىٰ ۝

- (۱) یہ سوال اس لیے نہیں کرتا کہ گناہوں سے تائب ہو جائے، بلکہ قیامت کو ناممکن الوقوع سمجھتے ہوئے پوچھتا ہے اسی لیے فسق و فجور سے باز نہیں آتا۔ تاہم اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے آنے کا وقت بیان فرما رہا ہے۔
- (۲) دہشت اور حیرانی سے برق، تَحْيِيرٌ وَأَنْدَهَشٌ جیسے موت کے وقت عام طور پر ہوتا ہے۔
- (۳) جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو اس وقت بھی وہ بے نور ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خسف قمر، جو علامات قیامت میں سے ہے، جب ہو گا تو اس کے بعد اس میں روشنی نہیں آئے گی۔
- (۴) یعنی بے نوری میں۔ مطلب ہے کہ چاند کی طرح سورج کی روشنی بھی ختم ہو جائے گی۔
- (۵) یعنی جب یہ واقعات ظہور پذیر ہوں گے تو پھر اللہ سے یا جہنم کے عذاب سے راہ فرار ڈھونڈھے گا، لیکن اس وقت راہ فرار کہاں ہوگی؟
- (۶) وَزَرَ پھاڑنا یا قلعے کو کتے ہیں جہاں انسان پناہ حاصل کر لے۔ وہاں ایسی کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔
- (۷) جہاں وہ بندوں کے درمیان فیصلے فرمائے گا۔ یہ ممکن نہیں ہو گا کہ کوئی اللہ کی اس عدالت سے چھپ جائے۔
- (۸) یعنی اس کو اس کے تمام اعمال سے آگاہ کیا جائے گا، قدیم ہو یا جدید، اول ہو یا آخر، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ﴿وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا﴾ (الکہف: ۳۹)
- (۹) یعنی اسکے اپنے ہاتھ پاؤں، زبان اور دیگر اعضا گواہی دیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنے عیوب خود جانتا ہے۔
- (۱۰) یعنی لڑے جھگڑے، ایک سے ایک تامل کرے، لیکن ایسا کرنا نہ اسکے لیے مفید ہے اور نہ وہ اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکتا ہے۔

لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَتَّعَلَ بِهِ ۝

(۱) نبی آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت (۱) نہ دیں۔ (۱۶)

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝

اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ (۱۷)

فَإِذَا قَرَأْتَ فَاجْمَعْ قُرْآنَهُ ۝

ہم جب اسے پڑھ (۳) لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔ (۱۸)

كُلَّمَا نَزَّلْنَا بَيِّنَاتٍ ۝

پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔ (۱۹)

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْمَآجِلَةَ ۝

نہیں نہیں تم جلدی ملنے والی (دنیا) کی محبت رکھتے ہو۔ (۲۰)

وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝

اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ (۲۱)

وَجُودًا بِوَيْهَابِنَا يُصَلُّونَ ۝

اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے۔ (۲۲)

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام جب وحی لے کر آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تجلّت سے پڑھتے جاتے کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے۔ اللہ نے آپ کو فرشتے کے ساتھ ساتھ اس طرح پڑھنے سے منع فرما دیا۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۃ القیامۃ) یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے۔ ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ﴾ (سورۃ طہ ۱۱۳) چنانچہ اس حکم کے بعد آپ خاموشی سے سنتے۔

(۲) یعنی آپ کے سینے میں اس کا جمع کر دینا اور آپ کی زبان پر اس کی قراءت کو جاری کر دینا ہماری ذمہ داری ہے، تاکہ اس کا کوئی حصہ آپ کی یادداشت سے نہ نکلے اور آپ کے ذہن سے محو نہ ہو۔

(۳) یعنی فرشتے (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعے سے جب ہم اس کی قراءت آپ پر پوری کر لیں۔

(۴) یعنی اس کے شرائع و احکام لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ان کا اتباع بھی کریں۔

(۵) یعنی اس کے مشکل مقامات کی تشریح اور حلال و حرام کی توضیح، یہ بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے جملات کی جو تفصیل، مہمات کی توضیح اور اس کے عموماًت کی جو تخصیص بیان فرمائی ہے، جسے حدیث کہا جاتا ہے، یہ بھی اللہ کی طرف سے ہی الامام اور سمجھائی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لیے انہیں بھی قرآن کی طرح ماننا ضروری ہے۔

(۶) یعنی یوم قیامت کی تکذیب، مَا أَنْزَلَ اللَّهُٰ كِي مَخَافَتِ اور حق سے اعراض، اس لیے ہے کہ تم نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا ہے اور آخرت تمہیں بالکل فراموش ہے۔

اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ ^(۱) (۲۳)	إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾
اور کتنے چہرے اس دن (بدرواقع اور) اداس ہوں گے۔ ^(۲) (۲۴)	وَوَجُوهٌ يُّوْمٍ يَدِيًّا بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾
سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ ^(۳) کیا جائے گا۔ (۲۵)	تَقْنُنَ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا قَاتِرَةٌ ﴿۲۵﴾
نہیں نہیں ^(۴) جب روح ہنسی تک ^(۵) پہنچے گی۔ (۲۶)	كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ النَّوْرَانَ ﴿۲۶﴾
اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک ^(۶) کرنے والا ہے۔؟ (۲۷)	وَقِيلَ مَنْ يَنْزِلُ ﴿۲۷﴾
اور جان لیا اس نے کہ یہ وقت جدائی ہے۔ ^(۷) (۲۸)	وَذُكِّنَ أَنَّهَا الْمُرَايَةُ ﴿۲۸﴾
اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ ^(۸) (۲۹)	وَالصَّعْبُ السَّائِي بِالسَّائِي ﴿۲۹﴾
آج تیرے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔ (۳۰)	إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاكِيُّ ﴿۳۰﴾
اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی۔ ^(۹) (۳۱)	فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ﴿۳۱﴾

(۱) یہ اہل ایمان کے چہرے ہوں گے جو اپنے حسن انجام کی وجہ سے مطمئن، مسرور اور منور ہوں گے۔ مزید دیدار الہی سے بھی حظ اندوز ہوں گے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

(۲) یہ کافروں کے چہرے ہوں گے باسیرۃً متغیر، زرد، غم و حزن سے سیاہ اور بے رونق۔

(۳) اور وہ یہی کہ جہنم میں ان کو پھینک دیا جائے گا۔

(۴) یعنی یہ ممکن نہیں کہ کافر قیامت پر ایمان لے آئیں۔

(۵) تَرْفَاقِي، تَرْفُوقٌ، کی جمع ہے۔ یہ گردن کے قریب، سینے اور کندھے کے درمیان ایک ہڈی ہے۔ یعنی جب موت کا آہنی پنجہ تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

(۶) یعنی حاضرین میں سے کوئی ہے جو جھاڑ پھونک کے ذریعہ سے تمہیں موت کے پنجے سے چھڑالے۔ بعض نے اس کا ترجمہ یہ بھی کیا ہے کہ اس کی روح کون لے کر چڑھے؟ ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب؟ اس صورت میں یہ قول فرشتوں کا ہے۔

(۷) یعنی وہ شخص یقین کر لے گا جس کی روح ہنسی تک پہنچ گئی ہے کہ اب، مال، اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے جدائی کا مرحلہ آ گیا ہے۔

(۸) اس سے یا تو موت کے وقت پنڈلی کا پنڈلی کے ساتھ مل جانا مراد ہے، یا پے در پے تکلیفیں۔ جمہور مفسرین نے دوسرے معنی کئے ہیں۔ (فتح القدر)

(۹) یعنی اس انسان نے رسول اور قرآن کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی یعنی اللہ کی عبادت نہیں کی۔

بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی۔^(۱) (۳۲)
 پھر اپنے گھروالوں کے پاس اتراتا ہوا گیا۔^(۲) (۳۳)
 افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر۔^(۳) (۳۴)
 وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے۔^(۴) (۳۵)
 کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا
 جائے گا۔^(۵) (۳۶)
 کیا وہ ایک گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا؟ (۳۷)
 پھر وہ لبو کا لو تھڑا ہو گیا پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور
 درست بنا دیا۔^(۵) (۳۸)
 پھر اس سے جوڑے یعنی نروادہ بنائے۔ (۳۹)
 کیا (اللہ تعالیٰ) اس (امر) پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ
 کر دے۔^(۶) (۴۰)

سورہ دہرمدنی ہے اور اس میں آیتیں آتیں اور
 دور کوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
 نہایت رحم والا ہے۔

وَلَا يَكُنْ كَذَّابًا وَتَوَلَّى ۞
 ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَمْتَلِئُ ۞
 أَوَّلَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۞
 ثُمَّ أَوَّلَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۞
 أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۞
 أَلَمْ يَكُنْ نَظْفَةً مِّنْ مَّيْمَتِي يُمْنِي ۞
 ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقْ فَسَوَّىٰ ۞

فَجَعَلَ مِنْهُ التُّرَابَ الَّذِي أَلْمَنِي ۞
 أَلَيْسَ ذَلِكَ بِبَغْدَادٍ عَلَىٰ أَنْ يُعْمَىٰ الْمَوْتَىٰ ۞



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) یعنی رسول کو جھٹلایا اور ایمان و اطاعت سے روگردانی کی۔

(۲) 'يَمْتَلِئُ' اتراتا اور اکڑتا ہوا۔

(۳) یہ کلمہ وعید ہے کہ اس کی اصل ہے اَوْلَاكَ اللهُ مَا نَكَرَهُ اللهُ تَجِبْهُ اِیْسَىٰ جِزْرَةَ دُوچار کرے جسے تو ناپسند کرے۔

(۴) یعنی اس کو کسی چیز کا حکم دیا جائے گا، نہ کسی چیز سے منع کیا جائے گا، نہ اس کا محاسبہ ہو گا نہ معاقبہ۔ یا اس کو قبر میں
 ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا جائے گا وہاں سے اسے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔

(۵) فَسَوَّىٰ یعنی اسے ٹھیک ٹھاک کیا اور اس کی تکمیل کی اور اس میں روح پھونکی۔

(۶) یعنی جو اللہ انسان کو اس طرح مختلف اطوار سے گزار کر پیدا فرماتا ہے کیا مرنے کے بعد دوبارہ اسے زندہ کرنے پر
 قادر نہیں ہے؟

☆ اس کے مدنی اور کئی ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور اسے مدنی قرار دیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آخری دس آیات